جھولا اصغر کا مادر جھلاتي رھي

جھولا اصغر کا مادر جھلاتي رھي
پاني پاني کي آواز آتي رھي

چومتے تھے جسے پیار سے مرتضی
سونگھتي تھي جسے فاطمة سیدة
بوسے لیتے تھے جسکے حبیب خدا
اس گلے پر چھري ظلم ڈھاتي رھي

کوئي باقي نہ تھا قتل سب ھو گئے
سونے جنگل میں لعل و گوھر کھو گئے
بھوکے بچے سسکتے ھوئے سو گئے
پیاس رہ رہ کے انکو ستاتي رھي

کس قدر خشك تھا شاہ دیں کا گلا
جس کا اندازہ کرنا ھے مشکل ذرا
تین دن سے نہ قطرہء آب ملا
کند خنجر وھیں پر شمر نے رکھا
رگ گلے کي ھر ایك تھر تھراتي رھي

جب سکینة نے دي العطش کي صدا
قلب عباس غازي کا هلنے لگا
مشك لے کر گیا اور نہ واپس هوا
علقمة پر وفاء جھلملاتي رهي

گر کے گھوڑے سے بابا کو آواز دي
پھنچے لاشے پہ اکبر کے شہ جس گھڑي
بولے بابا نہیں اب مجھے تشنگي
موت دل کا یہ جذبة چھپاتي رهي

لمحه هائے فکر میں یہ اهل نظر
پاني انساں پیئے اور پیئے جانور
قطرة پائے نہ آل محمد کا گھر
بات صدموں سے یہ دل دکھاتي رهي

اك راوي نے هاشم لکھا هے بیاں
ننگے سر بیٹھي تھي خاك پر بيبیاں
یاد زهراء میں کرتي تھي آه فغاں
دوپهر میں جو دولة لٹاتي رهي